چوبیسواں باب

نماز جمعہ وعیدین گاؤں میں نہیں ہوتی

مسئلہ شرعی یہ ہے کہ نماز جمعہ ونماز عید و بقرعید گاؤں میں نہیں ہوتی، ان تینوں نمازوں کے لئے شہر یا شہر کی ملحقہ جگہ میں ہونا شرط ہے، نہ گاؤں والوں پر جمعہ وعیدین لازم ہے نہ وہاں گاؤں میں یہ نمازیں جائز ہیں۔ ہاں اگر گاؤں والے شہر آکر یہ نمازیں پڑھ جائیں تو ثواب پائیں گے مگر غیر مقلد وہابی کہتے ہیں کہ جمعہ وعیدین ہر جگہ جائز ہے۔ نماز ظہر کی طرح ہر گاؤں شہر میں ہوسکتی ہے۔ اس لئے اس مسئلہ کی بھی دو فصلیں کی جاتی ہیں، پہلی فصل میں اس ممانعت کا ثبوت، دوسری فصل میں اس مسئلہ پر اعتراضات وجوابات۔

نوٹ ضروری: خیال رہے کہ شہر وہ بستی ہے جہاں کوچے و بازار ہوں، ضروریات کی چیزیں مل جاتی ہوں اور وہاں کوئی حاکم بھی رہتا ہو، جہاں یہ نہ ہو وہ گاؤں ہے۔

پہلی فصل

اس کے ثبوت میں

نماز جمعہ وعیدین کیلئے دوسری شرائط جماعت، خطبہ وغیرہ کی طرح شہر یا فناء شہر بھی شرط ہے کہ یہ نمازیں صرف شہر میں ہوں گی، گاؤں میں نہیں ہوسکتیں، دلائل ملاحظہ ہوں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

حدیث ا: یٰٓایها الذین اٰمنو ا اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الٰی ذکر الله وزرو البیع ٥ (جمعہ:۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کی اذان ہوجائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور تجارتیں چھوڑ دو۔

اس آیت کریمہ میں رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو اذان جمعہ ہو جانے پر دو حکم دیے: جمعہ کے لئے حاضر ہونا دوسرے تجارتی کاروبار چھوڑ دینا، جس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جمعہ وہاں ہی ہوگا۔ جہاں تجارتی کاروبار ہوں اور ظاہر ہے کہ تجارتی کاروبار بازاروں منڈیوں میں ہی ہوتے ہیں اور بازار و منڈیاں شہروں ہی میں ہوتی ہیں۔

حدیث ا تا ۳: عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں ابوعبید نے غریب میں مروزی نے کتاب الجمعہ میں امیر

المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال لا جمعة و لا تشریق الا فی مصر جامعo

ترجمہ: آپ نے فرمایا کہ جمعہ اور تکبیر تشریق نہیں ہو سکتے مگر بڑے شہر میں۔

حدیث۴: ابن ابی شیبہ نے ان ہی امیر المومنین علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال لا جمعة و لا تشریق و لا صلٰوة فطر و لا اضحیٰ الا فی مصر جامع او مدینة عظیمة

o

ترجمہ: آپ نے فرمایا کہ نہ تو جمعہ ہوتا ہے، نہ تکبیر تشریق نہ عید فطر نہ بقرعید کی نماز مگر بڑے شہر میں۔

حدیث۵: بیہقی نے عرفہ میں انہی حضرت علی سے روایت کی:

قال لاتشریق و لا جمعة الا فی مصر جامعo

ترجمہ: آپ نے فرمایا کہ نہیں ہے جمعہ اور نہ تکبیر تشریق مگر بڑے شہر میں۔

حدیث۶: فتح الباری شرح بخاری جلد۲ ص۳۱۶ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال لیس علٰی اھل القرٰی جمعة انما الجمعة علٰی اھل الامصار مثل المدائنo

ترجمہ: آپ نے فرمایا کہ گاؤں والوں پر نماز جمعہ فرض نہیں جمعہ مدائن جیسے شہر والوں پر فرض ہے۔

حدیث۷تا۹: مسلم، بخاری، ابوداؤد میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے:

کان الناس ینتابون الجمعة من منازلھم و العوالی فیاتون فی الغبار و العرق الخo

ترجمہ: لوگ نماز جمعہ کے لئے اپنی منزلوں اور گاؤں سے مدینہ منورہ آتے تھے انہیں غبار لگ جاتا تھا اور پسینہ آجاتا تھا۔

حدیث۱۰: ترمذی نے حضرت ثوید سے انہوں نے قباوالوں میں سے ایک صاحب سے انہوں نے اپنے والد سے جو صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں روایت کیا:

قال امرنا النبی صلی اللہ علیه وسلم ان نشھد الجمعة من قباo

ترجمہ: فرمایا ہم قباوالوں کو نبی ﷺ نے حکم دیا کہ نماز جمعہ کیلئے قبا سے چل کر مدینہ آئیں۔

حدیث۱۱: ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی وہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں:

قال الجمعة علٰى من اواہ الليل الٰى اهلهٖ٥

ترجمہ: فرمایا جمعہ اس پر فرض ہے جو جمعہ پڑھ کر رات تک اپنے گھر واپس پہنچ جائے۔

حدیث۱۲: ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت کی:

ان اهل قبا كانوا يجمعون مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة٥

ترجمہ: قباوالے لوگ جمعہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ ادا کرتے تھے۔

حدیث۱۳تا۱۴: مؤطا امام مالک اب الامر بالصلٰوة قبل الخطبة فی العیدین اور مؤطا محمد باب صلوة العیدین و امر الخطبة میں بروایت ابن شہاب عن ابی عبید موسیٰ ابن ازہر ہے:

قال ابو عبيد ثم شهدت العيد مع عثمان ابن عفان فجاء فصلّٰى ثم انصرف فخطب وقال انهٗ قد اجتمع لكم فى يومكم هٰذا عيدان فمن احب من اهل العالية ان ينتظر الجمعة فينتظرها ومن احب ان يرجع فقد اذنت لهٗ٥

ترجمہ: فرمایا میں حضرت عثمان کے ساتھ نماز عید میں حاضر ہوا آپ نے نماز پڑھی پھر لوٹے اور فرمایا کہ آج کے دن میں دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں، تو گاؤں والوں میں سے جو صاحب جمعہ کا انتظار کرنا چاہیں، وہ کریں اور جو واپس جانا چاہیں میں انہیں اجازت دیتا ہوں۔

ان آخری احادیث سے معلوم ہوا کہ زمانۂ نبوی اور زمانہ صحابہ میں قبا اور دیگر گاؤں سے لوگ نماز جمعہ وعیدین پڑھنے کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوتے تھے۔ خود وہ اپنے گاؤں میں یہ نمازیں نہ پڑھ لیتے تھے اگر گاؤں میں نماز جمعہ جائز ہوتی تو یہ حضرات وہاں ہی پڑھ لیا کرتے، گرد و غبار تپش اور پسینہ کی زحمتیں اٹھا کر جمعہ وعیدین کے لئے مدینہ طیبہ نہ آیا کرتے۔ بخاری کے لفظ ینتابون اور مؤطا کے لفظ ان یرجع سے معلوم ہوا کہ گاؤں والوں پر جمعہ فرض نہیں، ورنہ ان کے باری باری آنے کے کیا معنی اور صرف عید پڑھ کر جو جمعہ کے دن تھی بغیر جمعہ پڑھے لوٹ جانے کا کیا مطلب؟

عقلی دلائل: عقل کا تقاضا بھی یہ ہے کہ جمعہ گاؤں اور جنگلوں میں نہ ہو بلکہ صرف شہر میں کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حج اور الوداع بروز جمعہ ہوا یعنی ۹ ذی الحجہ عرفہ کے دن جمعہ تھا۔ جس میں ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ کا اجتماع تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو خود میدان عرفات میں جمعہ پڑھا نہ مکہ کے حاجیوں کو اس کا حکم دیا۔ نیز صحابہ کرام نے بہت ملک فتح کئے مگر کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ ان حضرات نے گاؤں میں جمعے قائم کئے ہوں چنانچہ فتح القدیر باب الجمعہ میں ہے:

ولھذا لم ینقل عن الصحابة حین فتحوا البلاد و اشتغلوا بنصب المنابر و الجمع الا فی الا مصار ہ

ترجمہ: صحابہ کرام سے کہیں منقول نہ ہوا کہ جب انہوں نے علاقے فتح کئے تو انہوں نے شہروں کے سوا کہیں اور عیداور جمعے قائم کئے ہوں۔

اگر جمعہ ظہر کی طرح ہر جگہ ہو جایا کرتا تو یہ حضرات ہر جگہ ہی جمعے قائم کرتے۔ جیسے جمعہ کیلئے خطبہ، جماعت وغیرہ شرط ہے جو نماز ظہر کے لئے شرط نہیں نیز جمعہ مسافر اور عورت و بیمار پر فرض نہیں، ظہر سب پر فرض ہے ایسے ہی اگر جمعہ کیلئے شہر شرط ہو تو کیا مضائقہ ہے غرضکہ جمعہ سارے احکام میں ظہر کی طرح نہیں۔

دوسری فصل

اس مسئلہ پر اعتراضات وجوابات

اعتراض ۱: قرآن کریم سے نماز جمعہ کی فرضیت بطریق اطلاق ثابت ہے، وہاں شہر کی قید نہیں تو تم مذکورہ احادیث کی وجہ سے قرآن میں قید کیسے لگا سکتے ہو۔ قرآنی مطلق حدیث واحد سے مقید نہیں ہو سکتا۔

جواب: اس کے چند جوابات ہیں: ایک الزامی باقی تحقیقی۔ جواب الزامی تو یہ ہے، کہ قرآن شریف میں نماز جمعہ کے لئے کوئی شرط نہیں لگائی گئی نہ وقت کی، نہ خطبہ کی، نہ جماعت کی، نہ جگہ کی، تو چاہئے کہ نماز جمعہ دن رات فجر مغرب ہر وقت میں پڑھا لیا کرو، نیز خطبہ کی بھی پابندی نہ ہو۔ جنگل اور گھر میں اکیلا آدمی بھی جمعہ پڑھ سکے حالانکہ آپ لوگ بھی اس کے قائل نہیں۔

دوسرے یہ کہ آیت جمعہ مطلق نہیں بلکہ مجمل ہے اور مجمل کی تفصیل حدیث واحد سے بھی ہو سکتی ہے۔

تیسرے یہ کہ یہ احادیث احادہ نہیں، عرفات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ نہ پڑھنا تمام ان حاجی صاحبان نے دیکھا۔ جن کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز تھی، جس فعل شریف کو اتنے صحابہ دیکھیں، وہ خبر واحد کیونکر ہوگی۔

چوتھے یہ کہ خود قرآن کریم میں شہر کے شرط ہونے کی طرف اشارہ موجود ہے کہ رب نے حکم جمعہ کے ساتھ فرمایا: و ذرو البیع جیسا کہ ہم پہلی فصل میں عرض کر چکے ہیں۔

اعتراض ۲: بخاری وغیرہ میں سیدنا عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ مسجد نبوی شریف کے بعد سب سے

پہلا جمعہ مسجد عبدالقیس میں ہوا جو بحرین کے ایک قریہ جواثی میں واقع ہے، معلوم ہوا کہ قریہ یعنی گاؤں میں جمعہ ہوسکتا ہے۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں ایک یہ کہ عربی میں قریہ صرف گاؤں کونہیں کہتے، مطلقاً بستی کو کہتے ہیں گاؤں ہو یا شہر، قرآن کریم میں بہت جگہ شہر کو قریہ کہا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

و قالوا لو لا نزل هٰذا القراٰن علیٰ رجل من القریتین عظیمo (زخرف:۳۱)

ترجمہ: کفار بولے کہ یہ قرآن ان دوشہروں (مکہ وطائف) کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ اتارا گیا۔

دیکھو اس آیت میں مکہ معظّمہ وطائف کو قریہ فرمایا گیا حالانکہ یہ بڑے شہر ہیں، مکہ معظّمہ کی شہریت تو قرآن سے ثابت ہے: وهٰذا البلد الامینo (التین:۳) اور فرماتا ہے:

وسئل القریة التی کنا فیهاo (یوسف:۸۲)

ترجمہ: آپ پوچھیں اس شہر سے جس میں ہم تھے۔

دیکھو اس آیت میں مصر کو قریہ فرمایا گیا جو عظیم الشان شہر ہے۔

اور فرماتا ہے:

حتّٰی اذا آتیآ اهل قریة ن استطعمآ اهلهاo (کہف:۷۷)

ترجمہ: یہ دونوں (موسیٰ وخضر علیہما السلام) ایک بستی میں پہنچے اور وہاں کے باشندوں سے کھانا مانگا۔

اس آیت میں انطا کیہ کو قریہ فرمایا گیا، حالانکہ بڑا شہر ہے، بہر حال قریہ شہر کو بھی کہتے ہیں۔ جواثی گاؤں نہ تھا، بلکہ شہر تھا۔ چنانچہ صحاح میں ہے:

ان جواثیٰ حصن بالبحرینo

ترجمہ: جواثی بحرین میں ایک قلعہ ہے۔

اور ظاہر ہے کہ قلعہ شہروں میں ہوتا ہے (فتح القدیر) مبسوط میں ہے:

انها مدینة بالبحرینo

ترجمہ: ''وہ بحرین میں ایک شہر ہے۔''

بہر حال جن لوگوں نے کہا ہے کہ جواثی قریہ ہے ان کی مراد قریہ سے شہر ہے، دوسرے یہ کہ اگر یہاں قریہ بمعنی

گاؤں ہوتو اس کی پہلی حالت مراد ہے یعنی پہلے وہ گاؤں تھا، جمعہ قائم ہونے کے وقت شہر بن چکا تھا، لہٰذا شہر والی روایتیں بھی درست ہیں گاؤں والی بھی۔

دوسرے یہ کہ اگر جمعہ قائم ہونے کے وقت بھی گاؤں تھا، تو وہاں جمعہ پڑھنا صحابہ کرام کے اپنے اجتہاد سے تھا نہ کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حکم سے۔ان بزرگوں کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا۔(از فتح القدیر وغیرہ)

اعتراض۳: بیہقی شریف میں بروایت عبدالرحمٰن ابن کعب عن کعب ابن مالک ہے فرماتے ہیں: سب سے پہلے جمعہ ہم کو اسعد ابن زرادہ نے مقام حرہ بنی بیاضہ پر پڑھایا، پوچھا گیا کہ وہاں کتنے آدمی رہتے تھے۔ تو فرمایا صرف چالیس آدمی تھے۔ حضرت کعب جب بھی اذان سنتے تو حضرت سعد کو دعائیں دیتے تھے۔ دیکھو اسعد بن زرارہ بھی صحابی ہیں اور حضرت کعب ابن مالک بھی۔ان بزرگوں نے مع دوسرے صحابہ کرام ایسی جگہ جمعہ پڑھایا جہاں صرف چالیس کی بستی تھی۔معلوم ہوا کہ گاؤں میں جمعہ جائز ہے۔

جواب: یہ واقعہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہجرت سے پہلے کا ہے جب کہ جمعہ ابھی فرض بھی نہ ہوا تھا۔ بیعت عقبہ کے بعد جب مدینہ منورہ میں اسلام پھیلا اور کچھ لوگ مسلمان ہوگئے تو ان مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ جیسے یہود ہفتہ کے دن اور عیسائی اتوار کے دن اپنے عبادت خانوں میں جمع ہوکر عبادتیں کرتے ہیں ہم بھی عروبہ کے دن جمع ہوکر عبادات کیا کریں۔ چنانچہ حضرت اسعد ابن زرارہ نے حرہ بنی بیاضہ میں ایک خاص جگہ مسجد کی شکل کی بنائی اور وہاں عروبہ کے دن جمع ہونا نماز وعظ کرنا شروع کردیا اور اس دن کا نام یوم جمعہ رکھا یعنی مسلمانوں کے اجتماع کا دن۔ یہ نماز ان بزرگوں کی اپنی اجتہادی نماز تھی نہ کہ موجودہ اسلامی جمعہ۔ پھر رب تعالیٰ نے اسی دن میں نماز جمعہ فرض فرمائی اس کی تحقیق بیہقی میں اسی مقام پر اور فتح القدیر میں جمعہ کی بحث میں ملاحظہ کرو۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ وہ نماز مروجہ جمعہ ہی کی نماز تھی تو حرہ بنی بیاضہ مستقل گاؤں نہ تھا بلکہ مدینہ منورہ کے مضافات میں سے تھا۔یعنی فنائے شہر اور ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ فنائے شہر کے جنگلوں میں بھی جمعہ وعیدین جائز ہیں۔

اعتراض۴: بخاری شریف میں حضرت یونس سے مروی ہے کہ جناب رزیق ابن حکیم نے ابن شہاب کو خط لکھا کہ کیا میں اپنی زمین ایلہ میں جمعہ پڑھ لیا کروں جہاں چند سوڈانی وغیرہ مسلمان رہتے ہیں، انہوں نے جواب دیا ضرور۔ دیکھو، محمد ابن شہاب نے رزیق کو ایک بہت چھوٹے سے گاؤں ایلہ میں جمعہ پڑھنے کا حکم دیا۔معلوم ہوا کہ جمعہ گاؤں میں جائز ہے۔

جواب: اس کا جواب بخاری شریف کے اسی مقام سے معلوم ہو جاتا ہے کہ محمد ابن مسلم ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فتویٰ اپنے اجتہاد سے دیا ہے نہ کہ کسی حدیث کی بنا پر، انہیں مسئلہ معلوم نہ تھا۔ وہ سمجھے کہ ظہر کی طرح جمعہ بھی ہر جگہ ہو جاتا ہوگا لہٰذا یہ حکم دے دیا۔ چنانچہ بخاری میں اس جگہ ابن شہاب کا پورا خط نقل کیا ہے جس میں اس فتوے کی یہ دلیل نقل فرمائی ہے کہ مجھ سے سالم نے ان سے عبداللہ ابن عمر نے، ان سے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص چرواہا ہے اس سے قیامت میں اپنے ماتحتوں کے متعلق سوال ہوگا الخ اس سے معلوم ہوا کہ ابن شہاب کو گاؤں میں جواز جمعہ کی کوئی حدیث نہ ملی۔ صرف اس حدیث سے استنباط کیا۔

اعتراض ۵: تمہاری پیش کردہ حدیثیں سب حضرت علی کے اقوال ہیں نہ کہ نبی ﷺ کے فرمان، ایک صحابی کے قول سے قرآنی آیات کے خلاف فتویٰ کیونکر دیا جا سکتا ہے۔

جواب: صحابہ کرام کے اقوال بھی حدیث ہیں جنہیں حدیث موقوف کہا جاتا ہے اور یہ حدیثیں اگر قیاسات کی قسم کی نہ ہوں تو حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتی ہیں۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ قرآن شریف میں جمعہ کی نماز کے لئے شہر میں صراحۃً قید نہ لگائی گئی اور پھر آپ نے فرمایا کہ گاؤں میں جمعہ جائز نہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ نے اپنی رائے سے یہ کلام نہیں فرمایا ہے، بلکہ حضور ﷺ سے سن کر فرمایا۔ اسی لئے صاحب ہدایہ نے یہ حدیث مرفوعاً نقل فرمائی کیونکہ ایسی حدیثیں مرفوع کے حکم میں ہی ہوتی ہیں۔

اعتراض ۶: جمعہ کی نماز، نماز ظہر کے قائم مقام ہے۔ اسی لئے جمعہ کے دن ظہر نہیں پڑھی جاتی، صرف جمعہ ہی پڑھایا جاتا ہے۔ جب ظہر گاؤں و شہر ہر جگہ ہو جاتی ہے تو جمعہ بھی ہر جگہ ہو جانا چاہئے۔

جواب: یہ اعتراض تم پر بھی پڑ سکتا ہے، کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ ظہر کی طرح جمعہ بھی اکیلے، جماعت سے، جنگل میں، گھر میں، مسجد میں ہر جگہ ہو جانا چاہئے۔ اللہ کے بندو! جمعہ اور ظہر میں بہت سے فرق ہیں کہ ظہر کی رکعتیں، چار جمعہ کی دو، ظہر میں سنت مؤکدہ چھ چار تو فرضوں سے پہلے اور دو بعد میں، جمعہ میں آٹھ چار فرض سے پہلے اور چار بعد، ظہر میں جماعت شرط نہیں اور جمعہ میں شرط ہے۔ ظہر میں خطبہ شرط نہیں، جمعہ میں شرط، ظہر میں ایک اذان جمعہ میں دو، ظہر گھر میں بھی جائز مگر جمعہ کے لئے اذن عام کی جگہ ہونا ضروری ہے، ظہر سارے مسلمانوں پر فرض مگر جمعہ عورت و مسافر پر فرض نہیں، جب جمعہ اور ظہر میں اتنے فرق موجود ہیں تو اگر یہ فرض بھی ہو جائے کہ جمعہ کیلئے شہر شرط ہو تو کیا مضائقہ ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ جمعہ ہجرت سے پہلے ہی فرض ہوا تھا۔ مگر نبی ﷺ نے نہ تو ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں

جمعہ پڑھا اور نہ ہجرت کے بعد قبا کے قیام کے دوران کیونکہ اس وقت مکہ معظّمہ دارالاسلام نہ تھا۔

اعتراض ۷: حنفی کہتے ہیں کہ موسم حج میں منیٰ میں جمعہ پڑھا جائے، منیٰ تو گاؤں بھی نہیں، محض جنگل ہے اگر جمعہ کے لئے شہر شرط تھا تو منیٰ میں جمعہ جائز کیوں ہوگیا۔

جواب: حج کے زمانہ میں منیٰ شہر بن جاتا ہے کیونکہ وہاں ہر قسم کی عمارتیں گلی کوچے بازار تو پہلے ہی بنے ہوئے ہیں، حج کے موسم میں وہ سب آباد ہوجاتے ہیں اور وہاں حاکم بھی موجود ہوتا ہے۔ اس لئے وہاں جمعہ جائز ہے۔ اس زمانہ میں دہلی و کانپور کے مقابلہ کا شہر بن جاتا ہے۔ عرفات محض میدان ہے۔ چاہئے تو تھا کہ وہاں نماز عید بھی پڑھی جاتی مگر چونکہ اس دن حج کے مشاغل بہت زیادہ ہیں اس لئے حجاج پر عید معاف ہے، رمی، قربانی، حجامت، طواف زیارت یہ سب دسویں تاریخ کو کئے جاتے ہیں ان کی ادائیگی میں شام ہوجاتی ہے۔ خیال رہے کہ مسافر پر جمعہ فرض ہے نہ عید واجب۔ اور اکثر حجاج مسافر ہی ہوتے ہیں۔

(نوٹ ضروری) جہاں مسلمان گاؤں میں جمعہ پڑھ لیتے ہوں، وہاں ان کو ظہر احتیاطی پڑھنے کا تاکیدی حکم دیا جائے ورنہ ان کا فرض ادا نہ ہوگا نماز ظہر رہ جائے گی۔